بسم اللہ الرحمن الرحیم

اشارات

خلیجی حالات کے متعلق ایک بے تکلف دوست کا خط ملا۔ اسی کے جواب میں یہ اشارات لکھے گئے، کیونکہ مسئلۂ خلیج آجکل ہر محفل میں زیر بحث اور ہر مسلمان کے لیے وجۂ اضطراب ہے۔

مجھے خوشی ہے کہ آپ قومی و دینی و عالمی مسائل میں دلچسپی لیتے ہیں اور کبھی کبھار اظہارِ خیال بھی کرتے ہیں۔ پھر اچھی بات یہ کہ آپ کا دامنِ فکر قرآن و سنّت سے بندھا رہتا ہے۔ یوں ہم بنیادی طور پر متحد ہوتے ہوئے دوستانہ اختلاف کر سکتے ہیں۔ چند ابتدائی باتیں ـــ

پہلی بات یہ کہ تاریخ جب زیرِ تشکیل ہوتی ہے تو آنکھوں کے سامنے سب کچھ ہونے کے باوجود حالات کی اگلی کروٹوں کے بارے میں کوئی قطعی بات نہیں کہی جا سکتی۔

دوسری یہ کہ قرآنی آیات و احادیث کے متعلق (مثلاً سورۂ مائدہ آیت ۴۶ یا سورۂ مائدہ آیت ۵۱ کے بارے میں ہی نہیں)، عمومی طور پر یہ پیشِ نظر رکھیے کہ ان کے صحیح منطوق کو متعین کرنے کے لیے مسائل کے سارے اینچ پینچ دیکھنے پڑتے ہیں اور یہ فیصلہ کرنا پڑتا ہے کہ کون سی آیت فوری نتیجہ دیتی ہے، کون سی ایسی ہے کہ پچاسوں سال یا صدیاں گزرنے کے بعد اس کے نتائج سامنے آتے ہیں، نیز کس بنا پر کسی خاص واقعہ پر اسے چسپاں کرنا لازم ہے۔

تیسری یہ کہ جب معاملہ کسی فردِ واحد یا قومِ واحدہ کے کسی متعیّن عمل کا ہو تو اس

پر غور و فکر کر کے نتائج نکالنا آسان ہے۔ مگر جب چار پانچ قوموں کا عمل در عمل کام کر رہا ہو تو پھر ہم جیسے عامیوں کے لیے یہ ضروری ہے کہ ہر ایک کے عمل کو الگ الگ لیں اور اس کے متعلق رائے قائم کریں۔ بعدہٗ مشیت کے مخفی پروگراموں کے متعلق قیاس آرائیاں کریں جو پردۂ غیب میں ہوں۔ ایسی کوشش کو قرآن نے رَجمًا بالغیب کہا ہے۔

یعنی مشکل یہ ہوتی ہے کہ ایک طرف آپ "تاریخی حرکت و عمل کے ظاہری دلائل و وجوہ کو دیکھتے ہیں، دوسری طرف آپ کی نظر الہامی آیات و اشارات پر ہوتی ہے، پھر ان کو حسبِ منشا (یعنی جیسے آپ کا مطالعہ و تفکر رہنمائی کرے) باہم دگر چسپاں کرتے ہیں۔ اس طرح تو بیان میں رنگِ تضاد آجاتا ہے جو قرآن اور حدیث کی پیش گوئیوں کو درمیان میں لانے کے بعد اچھا نہیں لگتا۔ یہ تو عجیب ہے کہ الہامی حتمیت بھی اور قیاس آرائیاں بھی۔

چوتھی بات یہ کہ ایسی پُرپیچ بحثوں میں آدمی بسا اوقات کسی بڑے مجرم کو درکنار رکھ دیتا ہے، اور کسی اور مضطر و مجبور کوتاہ کار کو پکڑ کر اپنی عدالت میں کھڑا کر لیتا ہے۔ یہی آپ نے سعودی عرب کے ساتھ کیا۔

اب میں کوشش کرتا ہوں کہ آپ کے سامنے حالات کی وہ ترتیب رکھوں، جس کے مطابق مختلف کردار رونما ہوئے اور انھوں نے تاریخ کے اسٹیج پر اپنا کمال پیش کیا۔

ا- صدام حسین اور اس کے ساتھ عراق اس ڈرامے کا اصل ہیرو ہے۔ ذرا قرآن سامنے رکھ کر عراق کی دورِ بعثی کی تاریخ دیکھیے، پھر اس کے ایران پر حملے کو لیجیے، پھر کردوں پر کیمیکل بم برسا کر دو منٹ میں بستیوں کی بستیوں کو موت کی نیند سُلا دینے کے واقعات پر نظر ڈالیے، پھر کویت پر اس کی چڑھائی کو لیجیے۔ پھر سعودی عرب کو اس کی طرف سے دیے جانے والے چیلنج کو دیکھیے۔

ہر جنگ ظلم ہے، جنگ مسلم قوم بخلاف مسلم قوم اشد ظلم ہے اور دُنیا بھر میں

مسلمانوں کے لیے رسوا کن بھی، اور باہمی پیچیدگیاں پیدا کرنے کا سبب بھی۔ عراق نے کویت کو جس طرح تہس نہس کیا ہے، جس طرح وہاں سے دولت سرکار ہی نہیں، گھروں کے سامان لوٹے ہیں۔ اعلیٰ خاندانوں کی عورتوں کو سڑکوں پر لا کر جس طرح ان کو نشانۂ ہوس بنایا ہے، جس طرح غیر ملکیوں کو بلا جوازِ شرعی پابند کیا ہے اور ستایا ہے، اور جس طرح پاکستان کے ہزاروں قابل افراد اور مزدور افراد کو طرح طرح سے دِق کیا ہے، اذیتیں دی ہیں۔ ان کے سامان اور ان کی جمع پونجی تو رہی ایک طرف، جو سامان یا گاڑیاں وہ لے کے کسی طرف بھاگے ہیں، ان کو راستے میں جگہ جگہ عراقی چوکیوں پر روک کر ان سے سامان چھینے گئے، گھڑیاں اور زیورات لوٹے گئے۔ حتیٰ کہ اکثر لوگوں کی تو گاڑیاں بھی گئیں۔ بے شمار بھائی ریگستان میں لُو کے تھپیڑے کھاتے اور ساتھ اور روٹی پانی کو ترستے بچوں کو بچانے کی کوششیں کرتے رہے۔ بہت سے لوگوں کو گولی مار دی گئی، کئی بچے اور بڑے صحرا کی بھٹی میں بھسم ہو گئے۔ ایک آزاد اور بین الاقوامی طور پر مسلّمہ ریاست کا وجود ختم کر دیا گیا۔ اس کے محلات اور عمارتوں کو توڑ پھوڑ دیا گیا، اس کے تیل کے چشموں پر قبضہ کر لیا گیا۔ مقامی آبادی کو نہ صرف لوٹ لیا گیا، بلکہ وہ بدترین غلامی میں مبتلا کر دی گئیں۔ چنانچہ نوجوانوں کو عراق لے جا کر غلاموں کی طرح استعمال کیا جا رہا ہے۔ زچگی کے ہسپتالوں کے انکیوبیٹرز سے نومولود بچوں کو اٹھا کر باہر پھینک دیا گیا اور وہ دنیا میں پوری طرح آنکھیں کھولنے سے پہلے ہی عدم آباد کو سدھار گئے۔ زچگان کو نہایت بُری حالت میں کھدیڑ دیا گیا۔ اور کچھ کی موتیں واقع ہوئیں۔

میرا خیال ہے کہ تاتاریوں کے بعد ایسی درندگی اور کسی نے نہ کی ہو گی۔

ع یہ مسلماں ہیں جنھیں دیکھ کے شرمائیں یہود

یہود تو خوب بغلیں بجا رہے ہیں کہ ہمارا کام کرنے کے لیے خود مسلمان زیادہ چیرہ دست اور بے رحم ہیں۔

اتنے بڑے حادثۂ ظلم پر آپ کے اعصاب میں کوئی جنبش پیدا نہیں ہوئی اور نہ آپ کو کوئی آیت اس کردار اور اس رویّے کے متعلق یاد آئی۔

یہ بھی آپ کو شاید زیادہ اچھی طرح معلوم ہوگا کہ جزیرہ کے سرے پہ واحد یہ ایسی ریاست تھی جس نے اسلامی جمہوریت کی راہ پر خاصی پیش قدمی کر لی تھی۔ جس کے بعض لوگ عیاشیاں بھی کرتے ہوں گے، مگر جتنی بڑی مقدارِ دولت عوام کی ضروریات اور صحت و تعلیم پر خرچ ہوتی تھی ایسا معیار اور کہیں بھی نہ تھا۔ پھر یہاں وہ سرچشمہ ہائے فیض جاری تھے، جن کے ذریعے دُنیا میں اسلامی جہاد اور اسلامی تعلیم اور اسلامی دعوت اور یتیم بچوں اور بیواؤں کی وسیع پیمانے پر خدمت ہو رہی تھی۔ یہی خدمت اصل میں مغرب کو کھٹکتی تھی کہ اس سرچشمہ کو پاٹے بغیر فنڈامنٹلزم کی نشوونما کا سدِ باب نہیں ہو سکتا۔

ہماری اُمت کے ایک "جنگی مجذوب" قسم کے قائد نے دشمن کا یہ کام کر دیا۔ افسوس ہے کہ ہمارے پاس ناصر اور صدام جیسے "جنگی مجذوب" ہی رہ گئے ہیں۔ کوئی مدبر لیڈر، جو آپ کی طرح قرآن کی آیات اور رسولؐ کی احادیث پر غور کرے اور سوچ سمجھ کر تاریخ میں اپنا مقام متعین کرے اور سب سے پہلے خود عالمِ اسلام کے بارے میں طے کرے کہ متحد مغرب کا فکری، تہذیبی، معاشی اور عسکری مقابلہ کرنے کے لیے کیا طریقِ کار یہی رہ گیا ہے کہ پہلے مسلمان آپس میں گھتم گھتا ہوں۔ ا، ب کے خلاف، اور ب، ج کے خلاف۔

جب تک اِس قسم کے جنگی مجذوب قائد ہمارے ہاں پیدا ہوتے رہیں گے اور جب تک محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت ان کو صلاح الدین ایوبی بلکہ (نعوذ باللہ) مہدی تک سمجھتی رہے گی، اُس وقت تک مسلمانوں کے لیے تباہی کے سوا تقدیر کے پاس کچھ نہیں ہے۔ دُنیائے عرب میں یہ نعرہ بھی گونجا کہ چاہے کوئی چور ڈاکو بھی اُٹھے، لیکن لڑ بھڑ کر اپنا مقام بنا لے اور اُس کی ترکتازیوں کی وجہ سے تمام مسلمان اس کے گرد جمع ہو جائیں تو ہمیں ہزار بار یہ منظور ہے۔ (الفاظ میرے ہیں)، یعنی چوروں اور ڈاکوؤں کے ذریعے تو اتحاد ہو سکتا ہے، مگر خدا اور رسولؐ اور قرآن و حرم کے ذریعے نہیں۔ ع

یہ اُمت کتنی احمق ہو چکی ہے

آج صدام عربوں کی ایک بڑی تعداد کی نگاہ میں "ہیرو" ہے۔ آپ فلم میں دیکھتے ہیں ناں کہ ممکن نہیں ہوتا کہ کوئی شریف اور نیک دل اور بااصول آدمی "ہیرو" ہو، بخلاف اس کے شورش انگیز، ہنگامہ خیز اور مار دھاڑ کرنے والا کوئی آدمی ہیرو ہوتا ہے۔ میرا خیال ہے کہ اب ہماری ملی تاریخ کے سینما گھر میں بھی اسی قسم کے ہیرو اور لیڈر آئیں گے اور لوگ انہیں کی جوتیاں چومیں گے۔

۲ ــ دوسرے نمبر پر کویت کا مسئلہ تھا۔ لیکن اس کے متعلق بات پہلے کافی حد تک ہو چکی۔ مزید صرف یہ کہا جا سکتا ہے کہ اس کے حکمران اور شہری زیادہ تر شریف قسم کے پابندِ صوم و صلوٰۃ لوگ تھے۔ ان کی طرف سے کسی سے چھیڑ چھاڑ نہ تھی۔ کبھی کسی پر حملہ نہیں کیا، کسی کو دھمکی نہیں دی، کسی سے کچھ چھینا نہیں۔ کوتاہی صرف یہ رہی کہ انہوں نے اپنی مضبوط فوج (چاہے وہ مختصر سی ہو) جدید وافر اسلحہ کے ساتھ تیار نہیں کی۔ اور نہ آس پاس کی ریاستوں اور سعودی عرب سے مل کر کوئی مشترکہ نظامِ دفاع تیار کیا۔

اِس کوتاہی کی سزا میں کیسے کیسے لوگ کن کن حالات سے دوچار ہوئے، بڑا سامانِ عبرت ہے[1]

کویت کو جس جرم کی سزا مغرب والوں نے بڑے ہیر پھیر سے دلوائی ہے وہ یہ ہے

---

[1] کچھ لوگ یہاں بھی فوج کے وقار کو مجروح کرتے رہتے ہیں، دوسری طرف پروپیگنڈا کرتے ہیں کہ دفاع پر اتنا زیادہ خرچ کرنے کے بجائے زرعی و صنعتی اور تعلیمی و معالجاتی ترقی کو اصل میدانِ توجہ بنانا چاہیے۔ ایسے بزرجمہر کویت اور سعودی عرب وغیرہ کے حالات سے سبق لیں۔ میرا خیال ہے کہ ہمیں ایک وقت کی روٹی پر اکتفا کر کے اپنی فوج کو موجودہ حالت سے دوگنی طاقت تک پہنچانا چاہیے۔ اِس غرض کے لیے ایک دس سالہ منصوبہ بنا لیا جائے۔ ہم خدا و رسولؐ کی محبت کے سائے میں عزت سے زندہ رہنا چاہتے ہیں۔

کہ جیسے آپ نے بیان کیا، امریکہ وغیرہ کو یہ رپورٹیں جگہ جگہ سے مل رہی تھیں کہ افغانستان میں، بنگلہ دیش میں، سری لنکا میں، پاکستان میں، سوڈان، الجزائر، الجیریا اور مصر میں ہر جگہ کوئی قوت مغربی تاخت و تاریخ کی مزاحمت کر رہی ہے۔ خصوصاً صلیبیوں کا مشنری کام بے حد خراب ہو رہا ہے۔ جوابی مسلم طاقت زور پکڑ رہی ہے۔ اور ادارے بنا کر تیزی سے کام کر رہی ہے۔ اس پر امریکہ اور مغربی طاقتوں نے تحقیقات کی اور یہ راز پکڑ لیا کہ یہ ساری "شرارت" کویت کی ہے۔ پس کویت کو سزا دینے اور اس "اڈے" کو اڑا دینے کا فیصلہ ہو گیا۔

اس کی تفصیل کہ کویت کے خزانے کی گرانٹس اور تاجروں اور مالداروں کی طرف سے جو فنڈ مختلف دائروں میں کام کر رہے تھے مولینا خلیل حامدی کی قلم سے متعدد اخباروں میں چھپی ہے، اسے ضرور پڑھ لیں۔ ایک گنجلک قضیے کو سامنے رکھا ہے تو پہلے اس کی ساری معلومات تو جمع کریں۔

یہ بات آگے بیان ہو گی کہ کویت کا خاتمہ کرانے کے لیے صدام حسین کو کس طرح آلۂ کار بنایا گیا۔

۳۔ اب ہم تیسری طاقت کو لیتے ہیں جو بظاہر الگ تھلگ دکھائی دیتی ہے، مگر اس کھیل کا ایک اہم مگر پس پردہ کردار ہے۔

یہ تو آپ کو معلوم ہے ہی کہ صدام حسین نے کچھ ہی عرصہ قبل اسرائیل کو دھمکی دی تھی کہ وہ اس پر حملہ کرے گا۔ میرے خیال میں ابھی وہ اس قابل نہیں تھا اور اسے یہ بات چند سال اور سینے میں دبا کر رکھنی چاہیے تھی، بشرطیکہ وہ مدبر ہوتا۔ بدقسمتی سے وہ مجذوب نکلا اور مجذوب کی بڑ تو مشہور ہے ہی، اس نے قبل از وقت اسرائیل کو چوکنا کر دیا۔ آپ کا مطالعہ اتنا ہے کہ آپ جانتے ہیں کہ غارت گرانِ مغرب جب کسی طرف سے جنگ کا خطرہ نمایاں طور پر محسوس کرتے ہیں تو یا تو وہ غیر جنگی چالوں سے اس کا انسداد کرتے ہیں یا التوا کراتے ہیں، یا پھر اس کا رخ اپنے کسی حلیف سے ہٹا کر دشمن طاقت (سب سے بڑے دشمن مسلمان

ہیں ___ خصوصاً فنڈا منٹلسٹ) کی طرف موڑ دیتے ہیں ۔
سفارت خانہ اور را کے مردانِ خاص (و زنانِ خاص) اور تمام ٹھیکہ دار اور انجینئر اور بڑے درجے کے دفتری اور کارخانہ داری نظام میں کام کرنے والے سب تازہ بہ تازہ رپورٹیں ہمیشہ اپنے ملک کو بھیجتے رہتے ہیں ۔ اور تمام عرب ممالک کو آگاہ ہونا چاہئے کہ بھارت جہاں ان کو اقتصادی طور پر نچوڑ رہا ہے اور ثقافتی طور پر خلل اندازی کر رہا ہے، وہاں وہ پورے زور سے جاسوسی کر رہا ہے، کیونکہ اس کے لیڈروں نے اسلامی ممالک کو رام راجیہ کے زیر اثر لانے کے لیے ایسے صریح اعلان کر رکھے ہیں جو تاریخ کے ریکارڈ پر محفوظ ہیں ۔
ہاں تو بڑی اسکیموں کے علاوہ بھارت کی تجارتی اور ثقافتی اسکیمیں بھی کام کرتی ہیں ۔ خاص بات یہ کہ عراق کو کیمیکل وار فئر کے لیے بھارت نے بھی مدد دی ہے۔ بذریعہ سامان بھی اور بذریعہ ماہرین بھی ۔ کیمیاوی سامان بھجوانے کی خبر تو ابھی دس پندرہ روز پہلے اخبارات میں آچکی ہے ۔
تو بھارت کے ڈپلومیٹ اور ماہرین صدام حسین اور اس کے معتمد علیہ حلقہ خاص (جو بہت مختصر ہو گا) کام کرتے رہے ہیں ۔ کچھ چالیں انہوں نے ایران کی جنگ کے زمانے میں چلی ہوں گی اور کچھ اب بڑی لجاجت سے (ہاتھ جوڑ کر) کام لیتے ہوئے سرگوشیاں کی ہوں گی کہ آپ کو خدا نے ایک ایسی قوت بنا کے اٹھایا ہے کہ سارا عرب آپ کے زیرِ نگیں ہو گا، جس کے معنی یہ ہیں کہ مشرقِ وسطیٰ کا تیل آپ کے ہاتھوں سے دنیا کو ملے گا ۔ تو سرکار آپ اسرائیل کی جنگ کو موخر کر کے پہلے ایک ہاتھ کویت پر مار لیں (آخر بھارت کو بھی کویت کی خدمتِ اسلام کی سرگرمیاں گراں گذرتی ہوں گی) اور پھر طاقت بڑھ جائے گی ۔ بیچ میں ہو سکے تو سعودی عرب کو بھی سبق سکھا دیجیے ۔ بعدازاں اسرائیل کا معاملہ سہل تر ہو گا ۔ آپ کی اتنی بڑی سلطنت ہو گی اور دنیا بھر کے مسلمان آپ کے ساتھ ہوں گے، ہر طرف واہ واہ ہو گی ۔ یہ پھونک دی گئی تو "مجذوب مردِ جنگی" نشے میں آ گیا ۔ اور آناً فاناً کویت کا صفایا ہو گیا ۔ نہ اسلام کی

طرف سے کوئی اذن (SANCTION) نہ عقلی انصاف اس کارروائی کے حق میں اور نہ بین الاقوامی سمجھوتے اور ضابطے اور حقوقِ انسانی کے چارٹر ذریعۂ جواز۔
یہ بھارت جو اشد درجے کی بہیمیت سے کشمیری نوجوانوں کو قتل اور خواتین کے ناموس کو تباہ کر رہا ہے، جس نے اپنی کثیر التعداد مسلم اقلیت کو متعصب غیر عقلی ناہبیت کی چکی میں بار بار پیسا ہے، وہ اب کویت میں جھاڑو پھروا چکا ہے اور سعودی عرب کو صدام کے نشانے پر لے آیا ہے۔ محض اس لیے کہ اسرائیل بچ نکلے۔ اور اسرائیلی سپاہی اور جاسوس امریکی فوج کے اندر شامل ہیں اور اب وہ مشرقِ وسطیٰ، خصوصاً سعودی عرب کا جنگی اور نفسیاتی جائزہ ضرور لے رہے ہوں گے۔
افسوس کہ یہ دشمنِ دین و ملت آپ کو نظر آیا ہی نہیں، اور کیسے آئے جب کہ وہ پسِ پردہ رہ کر سلسلہ جنبانیاں کر رہا ہے۔
یہاں آخر میں میں یہ امر بھی واضح کر دوں کہ انڈیا کی تفصیلی کارگزاری کے باوجود امریکہ کا براہِ راست دخل بھی ہے۔
امریکہ عراق پر بڑے اثرات رکھتا تھا۔ ایران سے عراق کی جنگ کے دوران میں امریکہ نے عراق کو بہت مدد دی، کیونکہ وہ جذبۂ انتقام کے زیرِ اثر تھا۔ بڑی طاقتوں سے بسا اوقات کسی چکر میں آکر ایسی بیوقوفیاں ہو جاتی ہیں کہ بعد میں اُن کو خمیازہ بھگتنا پڑتا ہے۔ پہلے بعض دور میں روس نے عراق کو مضبوط کیا، اب جب روسی سلسلہ ختم ہوا تو امریکہ نے نوازشات فرمانا شروع کیں۔ بلکہ ساتھ ہی کویت اور سعودی عرب نے بھی عراق کو مالی مدد دی، کیونکہ اُس نے جنگ کو ایرانیوں اور عربوں کی جنگ قرار دیا۔ اب عراق اتنی قوت رکھتا ہے جتنی کسی عرب ملک کے پاس نہیں ہے۔ اب امریکہ کی شرارت دیکھیے کہ صدر بُش نے تقریروں اور بیانوں میں صاف اشارہ دیا کہ عراق کویت پر حملہ کرے تو امریکہ دخل نہیں دے گا۔ اس بیان پر امریکی کانگریس کی تعلقاتِ خارجہ کی سب کمیٹی میں حکومت اور اپوزیشن کی دونوں پارٹیوں نے سخت گرفت کی ہے کہ اس واقعہ کی ذمہ داری ہم پر آتی ہے۔ اب دیکھیے کہ اسی کویت (اور ساتھ ہی سعودی عرب)

پہ کرم کرنے کے امریکہ کی بحریہ اور مغرب کی افواج خلیج میں موجود ہیں۔

لیکن یہ کام تنہا امریکہ ہی کا نہیں، اس میں بھارت کا بھی دخل ہے۔ یہ تو واضح ہے کہ عراق (صدام) سے بھارت کی دوستی ہے۔ برسوں سے بھارت وہاں کی تعمیرات و تنصیبات کے ٹھیکے لے کر اپنے ماہرین اور "را" کے کارندوں سمیت مردوں اور عورتوں سمیت عراق کی جڑوں تک اترا ہوا ہے۔ تجارت، ثقافت، عسکری ضروریات وغیرہ میں بھارت کے عراق پر بڑے احسان ہیں۔ حال ہی میں بھارت نے کیمیکل بموں وغیرہ کے لیے سامان عراق کو بھجوایا ہے، جس کی خبر اخباروں میں آچکی ہے۔ ممکن ہے پہلے سے یہ سلسلہ چل رہا ہو اور اس ٹیکنالوجی کے ماہرین بھارت سے بھی لائے گئے ہوں۔ پھر بھارت جس کے سامنے مسلمان ملکوں کو زیر تسلط لینے کا منصوبہ قیامِ پاکستان سے پہلے اس کے اکابر نے برسرِعام فاش کر دیا تھا ــــ فی الحال اس کا پہلا پروگرام یہ ہے کہ مسلم ممالک میں (خصوصاً مشرقِ وسطیٰ) نفوذ کرے، تعمیراتی اور تنصیباتی کاموں کے ٹھیکے لے، ہسپتالوں میں دخل حاصل کرے، تجارتی منڈیاں حاصل کرے، پوری پوری جاسوسی کرے، انگلش پریس میں اپنے انگریزی صحافیوں کو گھسا کر پروپیگنڈا مشینری پر قابض ہو ــــ اور جب جہاں موقع ملے، مسلم ممالک میں منافرت پیدا کرے، ان کو لڑائے اور تباہی پھیلائے۔

اسی جذبے سے امریکی اور اسرائیلی (دونوں قومیں بھارت کی دوست ہیں) اشارے سے اس نے صدام حسین کو عالمِ عرب کی سرداری کا تصور دلاتے ہوئے کویت پر حملہ کرنے کی تفصیلی ترغیب دلائی ہوگی۔ قریب ترین چھوٹا سا ملک، دولت بہت، تیل بہت[1]، فوج کم، پلک جھپکنے میں قبضہ ہو جائے گا۔ بعد میں یو این او چیخے گی اور امریکہ

[1] مجموعی ملکی پیداوار تیرہ کروڑ تیئس لاکھ ڈالر۔ کویت کے تیل کی برآمد ۱۹ لاکھ ۵ ہزار بیرل روزانہ۔ اس کے مقابلے میں عراق: ۳۱ لاکھ بیرل روزانہ، سعودی عرب: ۴۵ لاکھ، ۵۰ ہزار بیرل روزانہ۔

اور مغربی طاقتیں دوڑی ہوں گی مگر وقت گزر چکا ہو گا۔

یوں کویت کا جھٹکا کیا گیا۔

اس "بی جمالو" نے ریگ زارِ عرب میں کویت کے آتش لگنے کو جلوا کر چند نمایاں مفاد حاصل کیے ہیں:

ا۔ پاکستان کی سرحدوں پر جمع کردہ فوج کے پُرخطر اور عالمی حیثیت سے پُرضرر مسئلے سے دنیا بھر کی توجہ ہٹوا دی ہے، بلکہ اس کی بہت بڑی کامیابی ہے کہ خود مسلم ممالک کو ہماری اس مصیبت سے بے تعلق کر دیا ہے۔ اسی تبدیلی کی وجہ سے کپل سیکٹر کی طرف بھارتی حملے زیادہ بڑھ گئے ہیں۔

ب ـــ اس سے بھی زیادہ بڑی کامیابی اس کی یہ ہے کہ مسئلہ کشمیر جسے حریت پسندوں کی سرگرمیوں نے بھڑکتا ہوا آلاؤ بنا دیا تھا، اب مسلم ممالک اور عالمی مخزنوں کی توجہ اس سے ہٹ گئی ہے۔

ج ـــ بھارت کے تعلقات ایک طرف عراق سے اور دوسری طرف اسرائیل سے بہت بڑھ گئے ہیں۔

د ـــ افغانستان، بنگلہ دیش، مقبوضہ کشمیر اور خود پاکستان میں جو خاموش قسم کی امدادی سرگرمیاں دینی اداروں کے لیے جاری تھیں وہ یک لخت ختم ہو گئی ہیں۔ یہی اثر افریقی ممالک پر پڑا ہے۔

نوٹ:۔

صرف ایک پہلو سے بھارت فی الحال خسارے میں ہے خلیجی قضیئے کی جو ڈرامائی تصویر لیکا یک بن گئی ہے اس میں بھارت کو کوئی مقام نہیں مل سکا۔ اس کے لیے اُس کی مساعی جاری ہوں گی اور ہمارا چالاک ہمسایہ کوئی نہ کوئی راستہ بنا لے گا مثلاً مغربی اقوام کی افواج اور بحریہ کے جوانوں کے لیے کسی طرح کی سپلائی اپنے ذمے لے لینا، یا خلیجی حالات سے منڈیوں کی ترتیب میں جو تبدیلی آنے والی ہے، اس سے فائدہ اٹھانا۔

۴ ۔ اب ذرا ایک نظر امریکہ (+ اسرائیل) اور اس کے مغربی حواریوں پہ!
یہ تو واضح ہے کہ (یہود و مشرکین، بلکہ ہنود و نصاریٰ بھی) سب کے سب کی پالیسیوں کی ظاہری مسکراہٹ کے پیچھے اسلام اور مسلمانوں کے لیے خوفناک ڈنک چھپا ہوتا ہے ۔ اس بارے میں آیت قرآنی (لا تتخذوا الیھود ولا النصارٰی اولیاء) کے حرف حرف کی تصدیق ۱۴ صدیوں کی تاریخ بار بار کرتی چلی آرہی ہے ۔ اب جو مغرب کے مادہ پرستوں نے دیکھا کہ میدان سے وہ حریف (روس) ہٹ گیا ہے جس کی سرد جنگ انہیں ایک لمحے کا وقفہ نہیں دیتی تھی، بہترین موقع ہے کہ جہاں سے جو مقصد حاصل کرنا ہو اور جسے جو نقصان پہنچانا ہو، وہ پہنچا لیں ۔

چنانچہ بش گورنمنٹ نے مشرق وسطیٰ میں ریموٹ کنٹرول سے ایک دھماکہ کر دیا، جس کا ذریعہ صدر صدام بنا ۔ اس طرح ایک مسلم قوت کو جو ابھر کر خطرناک بن سکتی تھی (اسرائیل کے لیے) اسے اتحاد اسلامی کے امکانات کا راستہ روکنے کا ذریعہ بنا دیا ۔

صدام نے کویت کا صفایا کر کے اور سعودی عرب کو جنگ کی دھمکی دے کر ایسے حالات پیدا کر دیئے کہ بظاہر عرب کے تحفظ کے لیے سارا مغرب امڈ پڑا ہے، اور تحفظ کی اس خدمت فی سبیل اللہ میں اسرائیل اور اس کے سپاہی بھی شریک ہیں ۔

اب خلیج میں دنیا کی واحد سپر پاور اور اس کے حواریوں کا سمندر پہ تخت بچھا کر بیٹھے رہنا یہ معنی رکھتا ہے کہ وہ تقریباً پورے اسلامی ممالک پر اپنی نظریں اور پنجے گاڑ سکتا ہے ۔ وہ اب براہ راست ہر جگہ مداخلت کر کے فنڈا منٹل ازم کی رَو کو روک سکتا ہے، وہ قرضوں، ایڈ اور سفارتی ذرائع نیز پروپیگنڈے کے وسائل سے داخلی سیاست اور خارجہ تعلقات میں اپنا اثر استعمال کر سکتا ہے ۔
خلیج میں صلیبیوں کا مرکز ہونے کا ایک اثر یہ ہوگا کہ ان کی مشنری سرگرمیاں پہلے سے زیادہ زور شور سے چلیں گی اور ان کے تعلیم و صحت کے ادارے لوگوں پر جسمانی اور

دماغی اثرات کے ساتھ ساتھ روحانی اثر بھی ڈالیں گے۔

اب سعودی عرب کے لیے بھی ممکن نہ ہوگا کہ وہ اپنے ریالوں سے عالم اسلام میں کوئی خدمات سرانجام دے سکے۔

سب سے بڑا مقصد اس فوجی وعسکری ہجوم سے یہ ہے کہ امریکہ اور اس کے ساتھی جنگ عظیم اوّل کے بعد جس طرح مشرق وسطیٰ اور افریقہ کے علاقے بانٹ کر بیٹھ گئے تھے اور استعمار کے لمبے دور سے مسلمانوں کو گزرنا پڑا۔ اب پھر یہ ہونے والا ہے کہ تیل کے چشمے جہاں جہاں ہیں وہاں مناسب تعداد میں فوج بٹھا دی جائے گی اور دلیل یہ ہوگی کہ چونکہ عرب حکومتیں تیل کے چشموں کی حفاظت اور تیل کی سپلائی بحال رکھنے کے قابل نہیں ہیں۔ لہٰذا یہ فرض ہمیں انجام دینا ہوگا اس طرح نئے سرے سے ایک دورِ استعمار شروع ہوگا۔

۵۔ اب آئیے سعودی عرب کی طرف۔ ایک ایسا ملک جس نے کبھی کسی پر زیادتی نہیں کی، ایک ایسا ملک جس کے حکمران اگر کچھ کوتاہیاں بھی رکھتے ہیں تو خدمتِ حرمین کے سلسلے میں ان کا ہر سال بڑھتا ہوا پروگرام اور توسیعات اور سہولتیں، بہرحال وجہ مسرت ہیں اور اب تو وہاں کی یونیورسٹی، طلبہ کی عالمی تنظیم، تعلیم کے لئے ملکیوں کے علاوہ غیر ملکی مسلمانوں کے لئے انتظامات، لائبریریاں، دینی وعلمی خدمات کا سالانہ فیصل ایوارڈ عام معاشرے میں لوٹ مار اور خیانت و فریب کی روش کا نہ پایا جانا اور جرائم کا دنیا بھر سے کم ہونا۔ ایسے مسلم ملک کے متعلق کسی دوسرے مسلم ملک کے طالع آزما مجذوب لیڈر کا جنگ کی دھمکیاں دینا سخت افسوسناک ہے۔ صدام نے پہلے ایران سے لڑ کر، پھر کویت کو فتح کر کے اور پھر سعودی عرب کو دھمکی دے کر گویا پورے عالم اسلام پر وحدت اور امن کے امکانات کے دروازے بند کر دیئے ہیں۔

ایسی صورت میں جبکہ سعودی عرب نے ایک جنگجو ملک کی حیثیت سے تو کجا، مناسب دفاعی تیاریوں کی بھی ضرورت نہ سمجھی ہو۔ اسے اگر خطرناک صورت پیش آجائے تو وہ کیا کرے؟

امریکہ، روس اور مغرب کے کسی ملک سے امداد طلب کرے تو آپ آیت سنائیں گے کہ لا تتخذوا الیھود ..... الخ پھر کیا پاکستان اس پوزیشن میں ہے کہ اس کی مدد کرے؟ ہم تو خود محولہ آیت کے انتباہ کے باوجود امریکہ، فرانس، آسٹریلیا، جرمنی اور جاپان سے سامان اور نقد امداد لیتے ہیں۔ کیا مصر اسے کام دے سکتا ہے؟ سوڈان؟ عمان؟ انڈونیشیا؟ ملائشیا؟ ایران؟ شام؟ وہ کسے پکارے۔ آپ کے گھر جب آگ لگ جائے تو اسے بجھانے کے لئے آس پاس رہنے والے یہود و نصاریٰ تک کو نہیں پکاریں گے کہ دوڑیو، آگ بجھوائیو، کیا ہندوؤں اور سکھوں کو نہیں بلوائیں گے کیا تلاش کریں گے کہ کوئی مسلمان ملے تو اس سے مدد لیں۔ چاہے وہ خود صاحبِ فراش ہو۔

دلی دوستی اور قلبی تعلق ہمیشہ ہم فکری اور ہم مقصدی سے پیدا ہوتا ہے لیکن دنیا کے بے شمار کام قلبی تعلق کے بغیر بھی چلتے ہیں۔ کوئی بیمار کسی سے مدد طلب کرتا ہے، کوئی کسی سے بوجھ اٹھوانے کے لئے کہتا ہے، کوئی کاروبار میں کسی سے لین دین کرتا ہے، کوئی کسی کا ہم سفر بنتا ہے تو کئی کام اس کے کر دیتا ہے اور کئی امور میں اس سے مدد لیتا ہے۔

یہ نکتہ آپ نے عجیب لکھا ہے کہ تیل کی جو دولت ہے وہ شاہ فہد کی ملکیت نہیں (جی ہاں، اسی لئے خطرہ ہے کہ اب اس کے آزادانہ اقتدار میں نہ رہے) مگر سوال یہ ہے کہ آپ کے ہاں جو سوئی گیس پیدا ہوتی ہے یا ایران سے تیل نکلتا ہے یا مصر میں کپاس کی پیداوار ہوتی ہے وہ کب کسی شاہ یا آمر یا جمہوری صدر یا وزیر اعظم کی ملکیت ہوتی ہے؟ لیکن جب بھی کسی قوم پر جنگ کی آزمائش آجاتی ہے تو اس کی ساری پیداواریں جو دولت فراہم کرتی ہیں وہ دفاع پر خرچ ہوتی ہیں۔ اس وقت کی وقتی ضرورتوں کو چھوڑ کر تیل اور مسلم ممالک کی پیداواریں اور ان سے حاصل ہونے والے سرمایہ کے صحیح استعمال کا خاکہ الگ سے سوچنا ہے اور اس کے لئے کچھ دیر محنت کر کے فضا تیار کرنے کی ضرورت ہے۔

اگر کسی کے پاس اسلحہ کم ہو تو اس کے حصول کے لئے وہ قومی خزانے کو استعمال کریگا اور اگر سپاہ کم ہو تو لازماً کرائے کے سپاہی (MERCENRIES) یا بالمعاوضہ مکمل فوج حاصل کرنی پڑے گی۔ ورنہ اگر آپ شاہ فہد کو اس بات کا پابند کر دیں کہ تیل کی دولت کو تم اپنی دفاعی طاقت کی کمی کو پورا کرنے کے لئے استعمال نہیں کر سکتے تو پھر نتیجہ اس کے سوا کیا ہو گا کہ صدام صاحب کا ہتھوڑا چلے اور صفایا کر دے۔ یہاں تک کہ ایک مسلمان کے ہاتھوں حرمین اور سرزمین حرمین کی مکمل تباہی اور توہین ہو۔ پھر یہاں بھی صدام کی حکومت آ جائے، سب کچھ لوٹے، توڑے پھوڑے اور سعودی عرب کو بھی صوبہ بنا کر ضم کر لے۔ پھر چاہے وہ سعودی عرب کے تیل کی دولت کو اپنے اور کویت سے چھینے ہوئے تیل کی دولت کے ذریعے من مانے طریق سے عالمِ اسلام کی تباہی اور وحدتِ اسلامی کے خواب کو پریشان کر کے چھوڑے۔

یہ عجیب بات ہے کہ آپ کی خاص زد شاہ فہد پر پڑی لیکن اور کسی آمر یا سلطان یا صاحبِ ولایت فقیہہ پر نہ پڑی کہ اس کے ہاں جو تیل کی یا دوسری دولتیں جمع ہیں وہ ان کو خرچ کرنے کے مجاز نہیں ہیں۔ یا تو یہ اصول سب کے لئے سامنے لائیں اور سب سے منوائیں یا خاص شاہ فہد کو نشانہ بنانے کی جانبدارانہ روش سے پرہیز کریں۔

پھر اسی ضمن میں مائدہ کی آیت ۶۴ سے آپ کا استدلال کہ یہودی جب بھی آگ بھڑکانے کی کوشش کرتے ہیں اللہ اسے بجھا دیتے ہیں۔ جی ہاں انہوں نے فلسطینی عربوں کو کھدیڑنے کی آگ بھڑکائی اور وہ بجھ گئی۔ پھر انہوں نے عرب علاقے ساتھ ملا لئے تو وہ آگ بجھ گئی۔ اب عراق کی زد سے بچنے کے لئے ایک آتشیں جنگ کا شعلہ بھڑکوا کر کویت کو بھسم کر دیا اور اب وہ آگ بھی پھر بجھ گئی۔

یعنی آیت سے یہ مطلب نکالنا کہ یہودیوں کی لگائی ہوئی ہر آگ خود بخود بجھتی رہے گی تمہیں پریشان ہونے اور انتظامات کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ میرا خیال ہے کہ اس آیت کو آپ از سرِ نو سمجھنے کی کوشش کریں۔

۶۔ اس گفتگو کے باوجود میں آیت ۸۲ "تتخذوا الیهود... الخ" کے بنیادی

سبق کی طرف بھی توجہ کرتا ہوں۔ میرا ایمان ہے کہ مسلمانوں کے لئے ایمان، خودی اور ملّی غیرت کا تحفظ بغیر اس کے ہرگز ممکن نہیں ہے کہ :

ا: وہ باہم وگر چند اصول و مقاصد خود اپنے دین سے اخذ کر کے ان پر متحد ہوں نہایت ہی قابلِ شرم مقام ہے کہ ان کے دشمن کس آسانی سے وقت کے کسی بھی مسئلے پر اپنا متفقہ راستہ نکال لیتے ہیں یہاں تک کہ سلمان رشدی تک کے معاملے میں ان کا ایکتا سامنے ہے جس کی بنیاد بڑی مجہول ہے۔

لیکن مسلمانوں میں صدیوں سے یہ بیماری لگ گئی ہے کہ بہت سے ملکوں کا اتحاد تو کجا، کسی ایک ملک کی جماعتوں اور نسلوں اور صوبوں کا آپس میں اتحاد نہیں ہو سکتا خود کسی ایک گروہ میں پوری طرح وحدت نہیں پائی جاتی بلکہ ہر جماعت یا گروہ چند سالوں میں دو حصّوں میں بٹ جاتا ہے پھر آگے چل کر اور نئی شاخیں نکل آتی ہیں۔

عقل حیران ہے کہ بے اتفاقی کی وجہ سے تاریخ میں بار بار ماریں کھا کر بھی ہمیں ہوش نہیں آسکتی۔ وہ اہم قوت جسے دوسری قوتیں محض عقل سے دریافت کر کے اس کی پابندی کرتی ہیں۔ ہم ایمان رکھنے والے لوگ ان سے بھی نمونہ نہیں لے سکتے۔

ب: دوسری اشد ضروری چیز یہ ہے کہ حکمرانوں اور عوام کا رشتہ اسلام کے شورائی نظام نے جس طرح استوار کیا ہے اس کا نقشہ مرتب کرنے کے لئے ایک وسیع کمیٹی علماء اور دانش وروں پر مشتمل مقرر کی جائے کہ وہ کتاب وسنت کے مطابق اور خلفائے راشدین کے اسوہ کے مطابق صحیح اسلامی نظام حکمرانی کو طے کرے اور سارے مسلم ممالک اس کی پابندی کریں۔ اس طرح مغربی افق پر سیاست کے لادین تصور سے ہمیں نجات بھی ملے گی اور معاشرے بھی زیادہ محکم اور خوشحال ہوں گے۔

ج: یہ بھی اشد ضروری کام ہے کہ زندگی کی تقریباً تمام ضروریات جو صنعت سے حاصل ہوتی ہیں۔ پن سے لے کر ہوائی جہاز تک وہ مسلم ممالک میں بنی چاہئیں۔

د: تمام ادویات میں ہمارے ممالک کو خود کفیل ہونا چاہیئے۔

س: اسلحہ سازی کا مکمل کام ہمارے اپنے ہاتھوں میں آجانا چاہیئے۔

س : مسلمان ملکوں سے کوئی سرمایہ باہر جا کر دوسروں کے کام آنے کے بجائے اپنے ممالک کے صنعتی، کیمیکل اور اسلحہ جاتی کاموں میں لگنا چاہیے۔

ص : پروپیگنڈہ کی پوری مشینری، علمی سطح سے لے کر صحافتی سطح تک ہمارے اپنے ہاتھوں میں ہونی چاہیئے۔

ط : اخلاقی، تہذیبی اور ثقافتی لحاظ سے ہمیں اپنا جداگانہ تشخص نہایت سختی سے قائم اور محفوظ رکھنا چاہیئے۔

ع : دولت کے جمع کرنے اور استعمال کرنے پر اس دور میں جو قباحتیں نمودار ہوئی ہیں۔ ان پر قدغن لگانی چاہیئے۔ اعلیٰ و ادنیٰ سب لوگ متوسط کفالتی گزران کو باہمی آراء سے اپنے لئے لازم کر لیں۔

یہ کام اگر کریں تو پھر نہ صرف وہ آیت جس کی طرف آپ نے توجہ دلائی ہے، بلکہ قرآن کی ساری آیات ہمارے گرد جھرمٹ کر کے ہمیں ایک ناقابلِ تسخیر چیز بنا دیں گی۔

کی محمد سے وفا تونے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا، لوح و قلم تیرے ہیں

اور اگر یہ نہیں تو پھر سب کھیل تماشے ہیں۔ فتوحات اور شکستیں ڈرامے ہیں، کامیابیاں اور ناکامیاں مذاق ہیں۔ یہ ساری چیزیں آخرت کے کھلیان میں سے اس طرح اڑ جائیں گی جیسے بھُس۔

کیا بنے گا!

مضمون ختم ہوا مگر مجھے بہت دُکھ ہے اس بات کا خلیجی ممالک کے مسلمان ہوں یا دُور دراز کے، فرد ہوں یا ادارے، علماء ہوں یا اخبارات اس مسئلے پر بھانت بھانت کی بولیاں بول رہے ہیں۔ ان کی کوئی لگی بندھی رائے نہیں۔ گویا قرآن و حدیث کی روشنی سے محروم ہیں۔ ایسی ملت کا کیا بنے گا؟ (ف نے۔ ص ی)